مفتی فدا محمد حقانی*

ایک تاریخ ساز شخصیت

ضلع صوابی، خیبر پختونخواہ کا ایک خوبصورت، زرخیز اور مردم خیز خطہ ہے اس کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس خطے نے ہمیشہ زندگی کے ہر میدان میں ایسی شخصیات اور عظیم ہستیاں پیدا کی ہیں کہ زمانہ اور اہل زمانہ اُن کی عظمت، ان کی محیر العقول اور حیرت انگیز کارناموں پر تا قیامت فخر کریں گے، بے شک یہ خطہ زمین، قابل رشک اور قابل افتخار ہے کہ اس کی آغوش محبت میں ایسی ہستیاں پھلیں اور بڑھیں ؎

یہ وہ خطہ ہے جس کی شان ہے رشک مہ و اختر
فلک والے بھی اس کی عظمتوں پر ناز کرتے ہیں

اس علاقہ میں ایک مشہور و معروف قصبہ زروبی ہے جو کہ سالہا سال سے علم و فضل، تقویٰ و تدین، تصوف وسلوک، رشد وہدایت اور صدق وصفا کا گہوارہ چلا آرہا ہے بظاہر یہ چھوٹا سا قصبہ اپنی علمی وجاہت اور دینی شان وشوکت کی بنیاد پر بڑے بڑے شہروں پر بھاری ہے۔ اس قصبہ کی کوکھ نے ایسے شخصیات کو جنم دیا ہے جن کے مبارک نام علم وفضل اور زہد تقویٰ کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے جلی عنوان سے رقم رہیں گے اور آسمان علم وفضل پر نیر تابان کی طرح چمکتے دمکتے رہیں گے ان تاریخ ساز شخصیات میں سے ایک ہمارے استاد محترم حضرت العلامہ محمد ابراہیم فانی صاحب نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

لیس علی اللّٰہ بمستنکر ان یجعل العالم فی واحد

اللہ تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک ہی بندہ کو ایک عالم کے صفات سے نوازے۔

ہمارے استاد محترم بیک وقت ایک بہترین عالم دین، بہترین ادیب وصحافی، ایک فصیح اور جید مدرس ہونے کیساتھ ساتھ ایک ایسے ممتاز اور قادر الکلام شاعر تھے جو عربی، فارسی، اردو، اور پشتو چاروں زبانوں میں، سب پر ید طولیٰ کے مالک تھے۔ آپ علمی، ادبی، تصنیفی اور مطالعاتی میدان میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے اتنی صفات کے باوجود آپ نے ہمیشہ، فقیرانہ، درویشانہ اور گمنامی کی زندگی کو ترجیح دی۔ مجلس میں پیچھے بیٹھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

؎ میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

---

* رئیس دارالافتاء دارالعلوم رحمانیہ مینئ صوابی

آپ کے درس وتدریس میں اللہ تعالیٰ نے وہ مٹھاس اور رچاشنی رکھی تھی کہ باید وشاید، مشکل سے مشکل مقام کو چٹکیوں میں حل کیا کرتے تھے۔انتہائی جامعیت اور اختصار کے ساتھ پورے مالھا اور ماعلیھا کے ساتھ سبق پڑھایا کرتے تھے اس پر کمال یہ ہے کہ بعض مشکل کتابیں طلباء کو دومرتبہ پڑھایا کرتے تھے یعنی روزانہ کا سبق دومرتبہ دھراتے تھے۔بسااوقات موقع ومحل کے اعتبار سے ایسا مناسب شعر پیش کرتے تھے کہ پورا مجمع متوجہ ہوجاتا تھا۔آپ اپنی عمومی چال ڈھال میں سادگی کے قائل تھے یہ آپ کی کسر نفسی اور تواضع کی واضح دلیل تھی۔آپ انتہائی بے تکلف اور ظریفانہ طبیعت کے مالک تھے لیکن باوجود اس کے طلباء پر آپ کا ایسا رعب چھایا ہوتا کہ مجال ہے کہ کوئی بے ضرورت اور بے محل بات کرے اور اگر کبھی ایسا ہوتا تو آپؒ خوب ڈانٹ پلا کر اصلاح فرماتے۔

اس بندہ عاجز پر اللہ تعالیٰ کے بے پناہ احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میرے اساتذہ کرام ہمیشہ میرے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔حضرت فانی رحمہ اللہ مجھے نام سے پہچانتے اور پکارا کرتے تھے۔یوں تو دارالعلوم حقانیہ میں قیام کے دوران حضرتؒ سے کئی کتابیں پڑھیں لیکن درجہ تخصص کے سال کے دوران آپ ہمیں مسلم الثبوت اپنی رہائش گاہ میں بعدازظہر پڑھایا کرتے تھے۔اہل علم خوب واقف ہیں کہ مسلم الثبوت انتہائی مغلق اور مشکل کتاب ہے لیکن قدرت نے آپ کو فصاحت اور بلاغت کا عجیب ملکہ دیا تھا آپ بہت شیریں زبان تھے، خشک سے خشک مضمون بھی آپ انتہائی خوش اسلوبی سے بیان فرمایا کرتے تھے۔

اصاغرنوازی اور شفقت میں آپ بے مثال انسان تھے ایک دفعہ میرے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ حضرت فانی صاحبؒ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ (فدامحمد) مجھے اپنا کوئی تالیف نہیں بھیجتا ہے نہ تبصرہ کے لئے اور نہ ہی بطور تحفہ، کیا میں اور کیا میری تالیف، میں خوب جانتا تھا کہ اس سے مقصود ہماری حوصلہ افزائی اور دلجوئی ہے مجھے خوشی بھی ہوئی اور ندامت بھی ہوئی، اس کے بعد میں اہتمام سے آپ کے پاس اپنی کتاب بھیجا کرتا تھا آپ کے اس پیغام سے بڑی ہمت افزائی ہوئی، ایک مرتبہ تقریظ کیلئے اپنی ایک کتاب بھیجی، آپ نے ایسے فیاضی کے ساتھ تقریظ لکھ دی کہ ایک شاگرد کے لئے استاد کے قلم سے اس طرح کے کلمات اور الفاظ کے استعمال سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوگئی، میں واضح طور پر سمجھتا تھا کہ یہ حضرت کی شفقت ہے اور ہمارا حوصلہ بڑھانا چاہتے ہیں۔ایک دفعہ میں دارالعلوم حقانیہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔فاروقی کتب خانہ میں آپ سے ملاقات ہوئی حال واحوال پوچھنے کے بعد فرمایا، سنا ہے کہ آپ شرح عقائد پر کچھ لکھ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ حضرت ارادہ تو ہے ۔آپ بہت خوش ہوئے، پھر وقتاً فوقتاً پوچھ بھی لیا کرتے تھے۔کتاب مکمل ہونے کے بعد آپ کے پاس بھیجی، آپ بہت خوش ہوئے۔قربان جاؤں حضرت کی اصاغرنوازی سے، اے اللہ آپ میرے استاد کو اس مبارک صفت کے بدلے اپنے شایان شان درجات نصیب فرمادیں۔آمین، رات کے تقریباً ۹ بجے تھے فون آیا، اٹھا کر سلام عرض کرنے

کے بعد فرمایا! میں ابراہیم فانی عرض کررہا ہوں (یہ حضرت کے کلمات ہیں) میرے پاس پہلے آپ کا نمبر بھی نہیں تھا اس لئے پہچانا بھی نہیں، اور موبائل پر پہلی مرتبہ آپؒ کی آواز سنی۔ مجھے انتہائی خوشی کے ساتھ ندامت بھی ہوئی اور حضرت کے اس صفت پر بہت حیرت بھی ہوئی آپؒ نے فرمایا کہ کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ مزید فرمایا کہ مجھے ایک مسئلے کی ضرورت پڑی وہ مسئلہ آپ کی کتاب میں تفصیل سے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی میں یہ کلمات حضرت کی زبان سے سن رہا تھا اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کر رہا تھا پھر فرمایا کہ آپ کی کتاب پر الحق میں ایک جاندار تبصرہ لکھ رہا ہوں لیکن قیمت کا اندازہ نہیں ہے کہ کتاب کی قیمت کیا ہے میں نے قیمت بتائی، جب ''الحق'' کے پرچے میں حضرت کے قلم سے تبصرہ پڑھا تو حقیقی خوشی ہوئی کہ استاد محترم نے ایک شاگرد کی کتاب پر تبصرہ لکھ کر کتنی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ مزید فرمایا کہ مجھے ایک نسخہ اور بھیج دو کیونکہ میرے پاس موجود نسخہ مجھ سے کوئی لے گیا ہے۔

ایک دفعہ ملاقات کیلئے حاضر ہوا دارالعلوم حقانیہ کے امتحانات شروع تھے۔ آپ امتحانی ہال میں مصروف تھے باتوں باتوں میں ایسے مفید مشوروں سے نوازا جو تصنیف وتالیف کے میدان میں مجھ جیسے طفل مکتب کیلئے مشعل راہ تھے میں اپنے محلّہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ایک طالبعلم دوست نے آپ کی بیماری کے متعلق فرمایا، لیکن یہ بات اتنی بھاری اس لئے نہیں لگی کہ پہلے سے آپ شوگر کے مریض تھے۔ جب اکوڑہ خٹک جانا ہوا تو آپکی جان لیوا اور مہلک بیماری کا سن کر بہت پریشان ہوا۔ دل میں یہ حسرت لئے پھرتا تھا کہ حضرت کی ملاقات کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا آپ کے صاحبزادے اور ہمارے مخدوم زادے جناب محمود ذکی سے فون پر رابطہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو عمر دراز نصیب فرمادیں، انہوں نے بشاشت اور فراخ دلی کیساتھ ملاقات کی اجازت دی بلکہ وہ میرے آنے کا پیغام والد مرحوم کو بھی دے چکے تھے میں جب پہنچا تو محسوس ہوا کہ آپ انتظار فرمارہے تھے۔ میری خوش قسمتی تھی کہ اُسی دن آپ کی طبیعت معمول سے زیادہ بہتر تھی۔ اپنی ظریفانہ طبیعت کے مطابق بشاشت اور خندہ پیشانی سے حال واحوال پوچھتے رہے علم وتحقیق کے ساتھ وابستگی کا اندازہ آپ بآسانی اس سے لگاسکتے ہیں کہ حضرت نے پوچھا کہ علمی اور تحقیقی کام کررہے ہو میں نے بتایا کہ حضرت اپنی بساط کے ساتھ کچھ نہ کچھ کررہا ہوں اس سے خوش ہوکر دعا فرمائی، اس کے بعد اکابرین دیوبند کا تذکرہ شروع کیا، کچھ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کا واقعہ سنایا۔ کیا اندازہ تھا کہ حضرت اقدس کے چہرہ انور پر یہی آخری نگاہیں پڑرہیں ہیں آپ سے اجازت لے لی، آپ نے خوب دعا فرما کر رخصت فرمایا۔

کل اس کی آنکھ نے کیا زندہ گفتگو کی تھی
گمان تک نہ ہوا کہ وہ بچھڑنے والا ہے

☆ ☆ ☆